© rasailojaraid.com

تحریر: ڈیوڈ ڈیوک
ترجمہ و تلخیص: پروفیسر مختار پرویز

امریکہ پر دہشت گرد حملے کیوں ہوئے؟

> ڈیوڈ ڈیوک یورپین امریکین اتحاد اور رائٹس آرگنائزیشن (یورو) کے نیشنل صدر ہیں۔ ذیل کا مضمون انھوں نے ورلڈ ٹریڈ سنٹر کی تباہی کے تقریباً دو ماہ بعد ۳۰؍ اکتوبر ۲۰۰۱ء کو لکھا۔ اس میں انھوں نے امریکہ میں یہودیوں کی کارستانیوں کا احاطہ کیا ہے۔ (ادارہ)

ہم جدید تاریخ کے بدترین دہشت گرد حملوں کا مشاہدہ کر چکے ہیں۔ ۱۱؍ ستمبر ۲۰۰۱ء کو اغوا شدہ مسافر طیارے براہِ راست ورلڈ ٹریڈ سنٹر نیویارک اور پینٹا گان واشنگٹن سے ٹکرائے۔ جس سے ہزاروں امریکی زخمی اور مارے گئے۔ جبکہ مالی نقصان کا تخمینہ ایک کھرب ڈالر سے زائد ہے۔ یہ واقعہ پوری دنیا میں معاشی بدحالی کا پیش خیمہ ہوسکتا ہے۔ اس خوف ناک دہشت گردی کے اقدام کا مقابلہ کرنے کے لیے امریکی کہہ رہے ہیں کہ جنھوں نے بھی یہ نفرت انگیز فعل کیا ہے انھیں قانون کے مطابق سخت ترین سزا دینی چاہیے۔ تاکہ امریکی سرزمین کو ایسے اقدامات سے روکا جائے۔

یہ بھی کہا جارہا تھا کہ مستقبل میں دہشت گردی دنیا میں سائنسی علوم کی بدولت ۱۱؍ ستمبر سے بھی زیادہ خوفناک ہوسکتی ہے۔ ان کی دہشت گردی شاید دھماکوں سے نہ ہو بلکہ خاموشی سے موت کا سبب بننے والے جراثیمی یا تابکاری اثرات کے ذریعے ہو۔ ان خوفناک خطرات سے مکمل طور پر بچنے کے لیے امریکی حکومت کو مستقبل میں کروڑوں ڈالر خرچ کرنا یا کروڑوں بم برسانا مشکل ہے۔ درحقیقت جتنے مزید بم اور تباہی پھیلا سکتے ہیں اتنا ہی دہشت گردوں کا ردّعمل شدید ہوگا۔ محض فوجی طاقت دفاع کا نام نہیں۔ اگر طاقت ور اقوام نے کمزور اقوام پر حملے کیے تو وہ اس سزا سے قطعاً نہیں بچ سکتے۔ کوئی چھوٹی یا کمزور قوم یا کوئی سیاسی وجود امریکی عوام الناس سے دہشت گردی کا آسانی سے بدلہ لے سکتی ہے۔ کوئی بھی قوم اب ناقابل تسخیر نہیں ہے۔

ہمیں سمجھنا یہ ہے کہ اس دہشت گردی کے پس منظر کے اصل مقاصد کیا ہیں؟ ہم مستقبل میں ان سے محفوظ کیسے ہوسکتے ہیں؟ ہم امریکی اپنے آپ سے پوچھتے ہیں کہ ہم صرف اس دہشت گردی کا نشانہ کیوں بنیں۔ کیا ہم خود اس میں شامل تو نہیں ہوئے۔ اگر آپ کو یہ مسئلہ درپیش ہے تو آپ اس کا سبب مت پوچھیں بلکہ اچھے حل ڈھونڈیں اور اس پر عمل کریں اگر مسئلہ جوں کا توں رہا تو یہ درست بھی ہوسکتا ہے اور بدتر بھی۔

امریکی ابلاغِ عامہ نے ہمیں اس خونی حملوں سے لحہ بہ لحہ باخبر رکھا ہے۔ انھوں نے ہمیں بتایا ہے کہ اس حملے کے پس پشت کون ہیں؟ صہیونی ابلاغِ عامہ نے بڑے محتاط انداز میں قابل فہم وجوہات دینے کی کوشش کی کہ یہ حملے کیوں ظہور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پذیر ہوئے۔ حملہ آوروں کو بزدل کہا گیا۔ جو یقینی طور پر غلط ہے۔

دہشت گردوں نے ناقابل بیان خوفناک اور ظالمانہ اقدام امریکی عوام کے خلاف اٹھائے مگر یہ یقینی طور پر بزدل نہیں ہیں۔ کیوں کہ کسی مقصد کی خاطر جان دینا بزدلی نہیں۔ لہٰذان دہشت گردوں کو بزدل اور جنونی کہنا مناسب نہیں اور نہ ہی اس سوال کا جواب ہے کہ ایسے حملے کیوں ہوئے؟ سوال یہ ہے کہ یہ حملے ہر جنونی ٹریڈ سنٹر اور پینٹا گان پر کیوں کرنا چاہتا ہے؟ اگر ہم مستقبل میں ان حملوں سے بچنا چاہتے ہیں تو سب سے پہلے لفظ ”کیوں“ کو سمجھنا ہوگا۔ پہلا سوال کہ یہ حملے سویڈن اور سوئٹزرلینڈ پر کیوں نہیں کیے گئے۔ اگر میں صاف گوئی سے کام لوں تو حتمی طور پر امریکہ کا اسرائیل کے مجرمانہ رویے کا بالواسطہ تعاون اس کا اصل سبب ہے۔

دہشت گردی کا جواب دہشت گردی:

فلسطین اور اس کے بہت سے عرب اتحادی پچھلی نصف صدی سے اسرائیل کی دہشت گردی کا واضح نشانہ ہیں۔ ۱۹۴۰ء کے اختتام پر اسرائیل نے فلسطین پر قبضہ کر لیا اور سات لاکھ فلسطینیوں کو ان کے گھروں سے بے دخل کر دیا گیا۔ ۲۵۴ فلسطینی جن میں بوڑھے، عورتیں اور بچے شامل تھے' ان کو دیارِ یاسین Dier Yasin میں قتل کیا گیا۔ یہاں تک کہ حاملہ فلسطینی خواتین کے پیٹ تک چاک کر دیئے گئے۔

(۱) اس خونریزی کے بعد قاتلوں کی اس طرح تشہیر کی گئی کہ مزید لوگ اپنے گھر اور کاروبار چھوڑ کر فرار ہو جائیں۔ جنھیں ابھی تک اپنے گھروں میں واپس آنے کی اجازت نہیں دی گئی۔ سابق اسرائیلی وزیر اعظم Menachin Beg نے اپنی کتاب Revolt میں لکھا ہے کہ وہ دیارِ یاسین کی فتح کے بغیر اسرائیل ادھورا ہے۔

(۲) اسرائیلی ریاست کے قیام کے بعد قتل عام بند نہیں ہوا بلکہ وقتاً فوقتاً امن اور جنگ ہوتی رہی۔ چند ایک قتل عام جن میں شرفات، کبائیہ، کفرِ قاسم، الصامو، شتیلہ، صابرہ، اویان قارہ، الاقصیٰ مسجد، ابراہیم مسجد، جبیلیہ ہیں۔

(۳) اسرائیل' نسل کشی کی پالیسی کو برقرار رکھے ہوئے ہے اور وہ فلسطینی جو صدیوں سے نسل در نسل آباد تھے۔ ان کو ملک بدر کیا گیا اور دنیا کے کونے کونے سے یہودیوں کو اسرائیل میں آباد ہونے کی اجازت دے دی گئی۔ یہاں تک کہ برطانیہ بھی اسرائیل کی دہشت گردی سے نہ بچ سکا۔ کنگ ڈیوڈ ہوٹل یروشلم پر اس نے بمباری کر دی۔ تاریخ کے بدترین دور میں اسرائیل میں مقید' قیدیوں کی تعداد روس کے سٹالن اور سرخ چین سے بھی زیادہ ہے۔ فلسطینی قیدیوں پر تشدد کرنے کے سلسلے میں اسرائیل کے انسانی حقوق کے علمبردار گروپ نے ساٹھ صفحات پر مشتمل رپورٹ میں لکھا ہے کہ پچاسی فیصد زیرِ حراست فلسطینیوں پر تشدد کیا جاتا ہے۔

(۴) ”نیویارک ٹائمز“ کے ایک مضمون میں یہودی مصنف Joel Green Burg نے لکھا کہ پانچ سو سے چھ سو فلسطینیوں پر ہر مہینے تشدد کیا جاتا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(۵) سابق امریکی سیکرٹری آف سٹیٹ میڈیلین البرائیٹ نے بتایا کہ عراق میں اقوام متحدہ کی پابندی سے پانچ لاکھ بچے بھوک اورافلاس سے مرے۔مگر اسرائیل نے ہزاروں فلسطینی رہنما جن میں علماء، تاجر، فلسفی، شعراء اور وہ لوگ شامل ہیں جنھوں نے فلسطینیوں کو حب الوطنی کا درس دیا۔ان کو نشانہ بنا کر قتل کر دیا گیا۔عورتوں اور بچوں کے پناہ گزین کیمپ پر بار بار حملے کر کے انھیں مارا گیا۔اور قانون بنایا گیا کہ فلسطینیوں کے ضبط شدہ اثاثے یہودی کو ملیں گے۔اور وہ کسی فلسطینی کو بھی ناقابل فروخت ہوں گے۔

(۶) ۱۹۸۲ء میں اسرائیل نے لبنان پر حملہ کیا۔اٹھارہ سال قابض رہے۔چالیس ہزار شہری قتل کیے۔خوبصورت بیروت ہسپتال، یتیم خانے اور لوگوں کے گھروں کو نشانہ بنایا گیا۔اس وقت کے وزیراعظم ایریل شیرون بیلجیم اور ہالینڈ خوف سے نہیں جاتے تھے کہ کہیں عالمی عدالتِ انصاف انھیں جنگی جرائم میں ملوث نہ کر دے۔کیوں کہ دو ہزار پناہ گزین جو صابرہ اور شتیلہ کے پناہ گزین کیمپوں میں رہتے تھے انھیں وزیراعظم کے حکم پر قتل کرا دیا گیا۔اسرائیل نے لیبیا کے مسافر بردار طیارے کو جزیرہ نما سنائی میں گرا دیا اور ایک سو گیارہ لوگ مارے گئے۔یہ فلسطینی ہیں جو ہمیشہ اسرائیلیوں کی دہشت گردی میں مبتلا رہتے ہیں۔

امریکہ کے خلاف صیہونی دہشت گردی:

صیہونی دہشت گردوں نے امریکہ پر کئی حملے کیے۔اسرائیل کا دہشت گردی کا ایک لمبا ریکارڈ امریکہ کے خلاف ہے جو ۱۹۵۴ء سے شروع ہوتا ہے۔اس سال اسرائیلی حکومت نے قاہرہ اور سکندریہ میں امریکی تنصیبات پر حملہ کرنے کی سازش تیار کی اور اس کا الزام مصری قوم پرستوں پر لگا دیا۔اتفاقاً یہ سازش بے نقاب ہونے سے ناکام ہوگئی اور اس کا نام Lavon کے ساتھ جوڑا گیا۔جس نے یہ سازش تیار کی اور یہ ایک اسرائیلی محکمہ دفاع کا بڑا افسر تھا۔اس نے ۱۹۵۵ء میں اس واقعہ کے بعد استعفیٰ دے دیا۔

(۷) ۱۹۶۷ء میں اسرائیل نے گمنام جیٹ فائٹر اور تارپیڈو کے ذریعے یو ایس ایس لبرٹی اور امریکی نیوی کے بحری جہاز سنائی جزیرہ نما پر حملہ کیا۔جس میں ۳۴ امریکی مارے گئے اور ۱۷۰ سے زائد زخمی ہوئے۔

(۸) اسرائیلیوں نے اس جہاز کو ڈبو دیا اور ان تمام امریکیوں کو مار ڈالا۔اور مصر کے فوجیوں پر الزام لگا دیا۔حیران کن بات یہ ہے کہ امریکہ پھر بھی اسرائیل کی فلسطین کے خلاف پشت پناہی کرتا ہے۔ہر فلسطینی جانتا ہے کہ امریکہ کی سفارتی، فوجی اور مالی امداد کے بغیر فلسطین میں نصف صدی سے جاری تشدد ممکن نہیں۔وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ صیہونی لابی امریکی حکومت کی مشرقِ وسطیٰ کی پالیسی کو براہِ راست کنٹرول کرتی ہے۔امریکہ کے مجسمۂ آزادی پر حملہ کے بعد بھی امریکہ نے اربوں ڈالر کی امداد بند نہ کی بلکہ ۱۹۸۶ء میں دوسری اقوام پر فوجی حملے کا سبب بنے۔”موساد“ نے ٹریپل ای لیبیا نے ایک ٹرانسمیٹر لگا دیا۔اور اس سے دہشت گردی کے پیغام لیبیا کے کوڈ کے ساتھ دینا شروع کر دیئے۔اور دو امریکیوں کو جنوری میں مار دیا گیا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اوراس کی ذمہ داری اس سازش کے تحت مان لی گئی۔

امریکہ اسرائیلی جرائم میں شمولیت:

(۹)　عرب جانتے ہیں کہ تقریباً ہر بم جوان کے لوگوں کو مارتا ہے وہ امریکہ مہیا کرتا ہے۔ ہر بندوق کی گولی، ہر ٹینک اور ہر جنگی جہاز امریکی ڈالر سے بنتا ہے۔ جو اسرائیل کو بیچا جاتا ہے۔ نصف صدی سے امریکی کروڑوں ڈالر کی امداد اسرائیل کو عرب ممالک میں دہشت گردی کرنے کے لیے مہیا کر رہا ہے۔ اسرائیل لبنان پر حملہ کرتا ہے تو امریکہ تل ابیب پر حملہ کیوں نہیں کرتا؟ جب کہ عراق کویت پر حملہ کرے تو امریکہ فوری ردّعمل ظاہر کرتا ہے۔

امریکی یک طرفہ پالیسی:

(۱۰)　عراق نے کویت پر حملہ کیا اور اسرائیل نے لبنان پر حملہ کیا۔ ۳۰۰۰ ہزار کویتی ابتدائی حملے میں مارے گئے۔ جب کہ چالیس ہزار لوگ لبنان میں مارے گئے۔ عراق نے اقوام متحدہ کی قرارداد کو ماننے سے انکار کیا۔ اسرائیل نے لبنان خالی کرنے سے انکار کردیا۔ عراق نے بین الاقوامی کیمیکل، بیالوجیکل اور جوہری ہتھیاروں کی تیاری کی خلاف ورزی کی۔ جب کہ اسرائیل کے پاس ان ہتھیاروں کا دنیا کا سب سے بڑا ذخیرہ موجود ہے۔ عراق نے اقوام متحدہ کے انسپکٹروں کو اپنی تنصیبات کا معائنہ کرنے سے روکا۔ جب کہ اسرائیل نے ہمیشہ انکار کیا مگر اسرائیل کو اس کے باوجود کروڑوں ڈالر کی امداد کی پالیسی تسلسل سے جاری ہے۔ اور امریکہ صرف امداد کی بندش کی دھمکی تک نہیں دیتا۔ عراق جو امریکہ تک کا دوست تھا۔ تیل اور دوسرے کاروبار میں شامل تھا۔ عراق ایران جنگ میں عراق کی مدد کی۔ عراق نے امریکی مفادات کے خلاف کوئی کام نہیں کیا مگر اسرائیل مخالف پالیسی نے صہیونی امریکی افسر شاہی اور ذرائع ابلاغ نے امریکی دوست صدام حسین کو امریکہ کا سب سے بڑا دشمن بنا دیا۔

ہم امریکیوں نے عراق میں اتنا اسلحہ استعمال کیا ہے جتنا پوری جنگِ عظیم میں استعمال نہیں کیا گیا۔ ہزاروں عراقی شہریوں کو قتل کیا۔ ان پر طرح طرح کی پابندیاں عائد کیں۔ بیس لاکھ بچے اور بوڑھے مرے۔ امریکیوں کو کیوں سمجھ نہیں آتا کہ اتنے لوگوں کو مارنا امریکہ مخالف پالیسی کی وجہ نہیں ہے۔ جن امریکیوں نے میرے خیالات پڑھے ہیں کیا وہ اس حقیقت سے انکار کریں گے کہ امریکہ نے کس مقصد کے تحت عراق پر حملہ کیا۔

امریکی یہودی سیکرٹریٹ آف سٹیٹ نے ۱۱ رمئی ۱۹۹۶ء میں کہا:

> ”ہم نے سنا ہے کہ ڈھائی لاکھ بچے امریکی پابندیوں سے مرے ہیں۔ یہ تعداد ہیروشیما میں امریکی ایٹم بم کی وجہ سے مرنے والوں سے بھی زائد ہے۔“ میڈیلین البرائیٹ نے کہا کہ ”میری نظر میں امریکہ کا عراق پر حملہ کرنے کا فیصلہ مشکل فیصلہ ہے۔ اس کی قیمت زیادہ ادا کرنی ہوگی۔“

کچھ امریکی حیران ہیں کہ ہم سے نفرت کیوں کی جاتی ہے۔ صہیونی لابی اور مزدور میڈیا امریکیوں کو یہ سمجھنے سے قاصر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

رکھے ہوئے ہے اور وہ اس میں کامیاب رہا ہے کہ امریکیوں کو عراق جنگ کی اصل وجہ سمجھ نہ آئے۔ اور یہ حقیقت امریکہ کے صہیونی آقا بھی چاہتے ہیں۔ غصے، جذبات اور مایوسی کا یہ عالم کہ لوگ اپنی زندگیوں کو ہمیں مارنے میں قربان کرتے ہیں۔

امریکی یقینی طور پر جانتے ہیں کہ دیگر اقوام پر حملے محض اسرائیل کے مفادات کا تحفظ اور امریکہ دشمنی کا سبب ہے اور دیگر اقوام امریکیوں سے بدلہ لینے کی راہیں تلاش کریں گی۔ امریکی مفاد میں نہیں کہ لوگوں کو مارا جائے مگر اسرائیلی مفاد کو اس سے تقویت ملتی ہے۔ یہ حالیہ نیویارک اور واشنگٹن پر حملے اسرائیلی مفاد میں تھے۔ کیوں کہ امریکی لوگ اسرائیل کے مقاصد سے باخبر ہوتے جارہے تھے۔ کیا اس دہشت گردی کا فائدہ فلسطین کو ہوا۔ ان کی ترقیاتی امداد بھی بند ہوگئی۔ صرف اسرائیل اس المیے کا فاتح ہے۔ اسرائیل جب چاہے وہ امریکہ سے تشدد کرواسکتا ہے۔ یہ کتنا مضحکہ خیز ہے کہ نائن الیون اسرائیلی دہشت گردوں کی مجرمانہ حرکات کا نتیجہ ہے۔ اور اسرائیل کو ہی اس کا فائدہ ہوگا۔ یقینی طور پر وہ اس سے فائدہ اٹھائیں گے۔ کیوں کہ امریکی ذرائع ابلاغ ان کے ہاتھوں میں کھیلتے ہیں۔

(۱۱)　یہ کوئی درست سوال نہ ہوگا کہ یہ پوچھا جائے کہ ایسے واقعات کیوں ہوتے ہیں۔ بدقسمتی سے ایسے سوالات بہت کم لوگ سنتے ہیں۔ اور بہت کم اس جھوٹ کو چیلنج کرتے ہیں۔ ایک بار پھر میں اس بات کو دہراتا ہوں کہ ہماری حکومت کی اسرائیل نواز پالیسی سے امریکی مفادات کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ ہمیں پہلے اپنے مفادات کو سوچنا ہوگا۔ یہ امریکہ اور اس کے لوگوں کے خلاف صیہونی سازش ہے۔

صہیونی میڈیا اور لابی کی وجہ سے امریکہ چھ بلین ڈالرز سالانہ غیر ملکی امداد پر خرچ کرتا ہے۔ ہمارے تیل سے مالامال عرب ممالک سے تعلقات خراب کردیئے ہیں۔ بالآخر عرب ممالک نے متحد ہوکر تیل کا ہتھیار استعمال کیا۔ جس کی وجہ سے امریکہ کو کم از کم تین کھرب ڈالرز زائد ان ممالک کو ادا کرنے پڑے۔ اور اب امریکہ کو ان عرب ممالک سے الگ تھلگ کردیا ہے۔ انھوں نے امریکیوں کی کروڑوں ڈالر کی جائیدادیں تباہ یا ضبط کرلی ہیں۔ امریکیوں کو اغوا کرلیتے ہیں اور نفرت میں اضافہ دن بدن بڑھ رہا ہے۔

اسرائیل نے ہماری حمایت کا صلہ کیسے دیا؟

اسرائیل نے ہماری مسلسل جاسوسی کی جیسے Jonathan Pollard Case اور ہمارے بڑے قیمتی راز جس میں ایٹمی ہتھیار وغیرہ شامل ہیں۔ ان کو بیچ دیا۔ اور آج پوری دنیا اس خوف سے پریشان ہے۔

(۱۲)　ہماری قیمتی یورینیم اپنے غیر قانونی ہتھیاروں کے لیے چوری کرلی۔

(۱۳)　اسرائیلیوں نے امریکہ کے خلاف حملے کیے جس میں Labon Affair اور یو ایس ایس لبرٹی پر حملے امریکہ کے خلاف جنگ سے کم نہ تھے۔ امریکیوں کو غلط اطلاعات دیں کہ دوسرے ممالک امریکہ پر حملہ کرنے والے ہیں۔ اس کے باوجود ہمارے صہیونی غلبے سے مغلوب حکمرانوں نے ان کی صرف فوجی امداد میں کمی بھی نہ کی۔ ہم ہر سال اسرائیل کو چھ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ارب ڈالر امداد دیتے ہیں۔ یہ امداد افریقی، جنوبی اور کیریبین ممالک کے لیے کافی ہے۔ یہاں تک کہ تازہ ترین نائن الیون کی دہشت گردی کے ذمہ دار بھی میڈیا اور حکومت کا کیا دھرا ہے۔ ایسے اقدامات سے امریکہ مخالف نفرت مزید پھیل رہی ہے۔ اسرائیل چاہتا ہے کہ امریکہ اسرائیل کے دشمنوں کا خون بہائے جس میں امریکی مریں لیکن اسرائیلی محفوظ رہیں۔

دہشت گردی کا مقابلہ دہشت گردی سے:

امریکی ابلاغِ عامہ بڑی تباہی کا واویلا کر رہا ہے۔ حالیہ سی این این اور سی بی ایس کے پول کے مطابق ساٹھ سے پچھتر فیصد مشتبہ دہشت گردوں کے خلاف جنگ کی تصدیق کرتے ہیں۔ مگر ہزاروں بے گناہوں کے مرنے کا خدشہ بھی ظاہر کرتے ہیں۔ ۱۹۸۶ء میں اسرائیلیوں نے امریکہ کو لیبیا کے خلاف غلط شواہد مہیا کیے اور ہم نے ان پر بمباری کر دی۔ جن سے یہ جرم سرزد نہیں ہوا تھا۔ ایک سال بعد لیبیا کے بنیاد پرستوں نے بدلہ لینے کی راہ ڈھونڈی اور انھوں نے پان امریکن مسافر بردار طیارے کو سکاٹ لینڈ کے مقام ”لاکربی“ پر اڑا دیا۔ ۲۷۰ مسافر مارے گئے۔ ہم آئندہ بھی ایسے واقعات سے قطعاً محفوظ نہیں رہ سکتے۔ ایک جنونی آدمی اپنے خودکش حملے سے تھوڑے وقت میں بہت نقصان پہنچا سکتا ہے۔ ہم ایسے دور میں رہ رہے ہیں جس میں بڑے پیمانے پر تباہی پھیلانے والے ہتھیار رکھنے والے ایجنٹ کسی بھی لمحے کچھ بھی کر سکتے ہیں۔

آنے والی تخریب کاری کے ذریعے ایک شخص سیکڑوں ہزاروں لوگوں کو مار سکتا ہے۔ ملٹری طاقت اس کو نہیں روک سکتی کلنٹن نے افغانستان اور سوڈان پر بمباری کا وعدہ کیا اور یہ مانیکا کے سکینڈل کے دنوں میں شروع کرنا چاہتے تھے۔ وہ لادن کو مارنے میں ناکام رہے اور طالبان کو خونی بدلہ لینے کا موقع فراہم کیا۔ اگر سب ٹھنڈے ذہن کے لوگ اب بھی سوچنے پر مجبور نہیں ہوتے تو ایک دوسری جنگ دہشت گردوں سے کرنا چاہتے ہیں جس میں ہزاروں معصوم مارے جا سکتے ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ اس پالیسی پر غور و خوض کیا جائے اور اس زخم کو ٹھیک ہونے دیا جائے۔ اور امریکیوں کی فلاح و بہبود کا سوچا جائے ورنہ ہر وہ میزائل جو دوسروں پر پھینکا جائے گا واپس امریکیوں کو لگے گا۔ ہر لہو کا قطرہ جو ہم غیر ملکیوں کا بہائیں گے۔ وہ امریکیوں کا اندرون و بیرونِ ملک خون کے دریا کی شکل میں بہے گا۔ نائن الیون کے بعد لاکربی کے ہوائی حادثے میں ہلاک ہونے والی لڑکی کے والد Mosey نے برطانیہ کے وزیر اعظم ٹونی بلیئر کو لکھا: ”۲۷۰ لوگ ۱۹۸۹ء میں مارے گئے۔ وہ صرف امریکی عرب پالیسی تھی۔ اس نے کہا بہت احتیاط کی جائے اور معصوم لوگوں کو نقصان نہ پہنچایا جائے کہیں دہشت گردی کی دوسری راہیں نہ کھل جائیں۔

(۱۴)　ہمیں اپنے ذہنوں کو اب ٹھنڈا کرنا چاہیے اور تشدد کے اس سلسلے کو توڑنا چاہیے۔ وہ امریکی جوان حادثات کا شکار ہوئے ان کے مصیبت زدہ خاندانوں کے لیے دعا کرنی چاہیے۔ ہمیں یہ سمجھنا چاہیے کہ یہ واقعات کیوں ہوتے ہیں؟ اور اپنی قوم کے خلاف نفرت کا ازالہ کرنا چاہیے۔ ہماری حکومت کے بہت سے غداروں نے صہیونی مجرمانہ سرگرمیوں کی مدد کی ہے اور امریکی مفادات کی مخالفت۔ اس بڑے سنگین مسئلے کا حل واضح اور سادہ ہے۔ امریکیوں کو بابائے قوم کے الوداعی خطاب پر توجہ دینی چاہیے اور غیر ملکی الجھاؤ سے اجتناب کرنا چاہیے اور ہمیں امریکہ اور امریکن کو ہمیشہ اوّلیت دینی چاہیے۔

© rasailojaraid.com